ہبہ کے احکام

مفتی احسان اللہ شائق

"ہبہ لغت میں بلاعوض عطیہ واحسان کو کہا جاتا ہے۔"

کمافی قولہ تعالیٰ: ﴿یهب لمن یشاء اناثاویهب لمن یشاء الذکور﴾ (شوریٰ:۴۹)

شرعا: تملیک عین بلاعوض، علی وجه الاخوۃ والمحبة، کما قال صلی الله علیه وسلم، تهادوا تحابوا. (بخاری ادب المفرد)۔ شرعاً ہبہ کہا جاتا ہے کسی چیز کا بلاعوض محض اخوت ومحبت کی بنیاد پر دوسرے کو مالک بنانا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دو اس سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور بدلہ بھی عطا فرماتے تھے۔

وقال صلی الله علیه وسلم: "لواهدی الی کراع قدم شاۃ لقبلت ولو دعیت علیه لاجبت." (اخرجه احمد، ترمذی، بخاری: ۸۷/۲)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کا ایک کھر بھی ہدیہ کیا جائے تو میں اس کو قبول کروں گا، اگر اس کی دعوت کی جائے تو اس کے لئے حاضر ہوں گا۔

ہبہ کی مشروعیت کی حکمت:

شریعت مطہرہ نے ہدیہ دینے کو مشروع فرمایا اس کی ترغیب دی کیوں کہ اس میں ایک مسلمان بھائی کی دلجوئی ہے اور محبت کے تعلق کو جوڑنا ہے، ہدیہ دلوں سے عداوت ونفرت کا خاتمہ کرتا ہے، محبت وتعلق کا بیج بوتا ہے، ایک دوسرے کے لئے بھلائی وخیر کی طرف راغب کرتا ہے۔

احسن الی الناس تستعبد قلوبهم
فطالما استعبد الانسان احسان

یعنی لوگوں پر احسان کر، اور ان کے دلوں کو خرید لے کیوں کہ عام طور پر احسان انسان کو غلام بنالیتا ہے یعنی

اس کی تابعداری کو خرید لیتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ ہدیہ کو رد نہیں فرماتے تھے، تاکہ ہدیہ کرنے والے کا دل نہ ٹوٹے، اور ہدیہ لانے والے کو بدلہ میں ہدیہ سے افضل و بہتر چیز عنایت فرماتے، آپ علیہ السلام خواتین کو تعلیم فرماتے:

''یانساء المسلمات، لاتحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة.،،(بخاری کتاب الھبة: ۲/۸۷)

''اے مسلمان خواتین، کوئی خاتون اپنی پڑوسن کو معمولی چیز ہدیہ کرنے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی ہو، اسی طرح بخاری شریف میں روایت ہے کہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کا حضرت عائشہ سے محبت فرمانا معلوم تھا اس لئے جو کوئی آپ ﷺ کو ہدیہ کرنا چاہتا تو انتظار کرتے یہاں تک کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی تو حضرت عائشہؓ کے گھر آپ ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجتے۔(اخرجہ البخاری:۲/۸۷)

حاصل یہ ہے کہ ہدیہ کا عمل صحابہ میں جاری تھا اور آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور استعمال فرماتے، صدقہ اگر کوئی لاتا تو وہ استعمال نہیں فرماتے بلکہ غریب صحابہ کو کھلا دیتے تھے۔

ہبہ کے ارکان اور شرائط:

کسی کو کوئی چیز ہدیہ کرنا شرعاً ایک تبرع محض ہے، اس لئے بیع و شراء کی طرح مستقل ایجاب و قبول کی تو ضرورت نہیں، لیکن ہبہ کے لئے ایسے الفاظ کا ہونا ضروری ہے، جو بلاعوض کسی کو مالک بنانے پر دلالت کرے، عربی میں الفاظ ''وھبت ،، ہبہ کر دیا ''نحلت،، عطیہ دیا ''اعطیت،، آپ کو مالک بنا کر دیدیا، جب کسی ایسے لفظ جو مالک بنانے پر دلالت کرے کسی کو مالک بنا دے، تو ہبہ مکمل ہو جائے گا، البتہ ہبہ تام ہونے کے لئے شرعاً ضروری ہے کہ وہ مال ہبہ کرنے والے کا مملوک ہو اور تقسیم شدہ ہو، جداگانہ طور پر ہبہ کر کے، مالک بنا دے، تو موھوب لہ کے قبضہ کرنے سے ہبہ تام ہو جائے گا، گویا کہ واھب کی طرف سے تملیک موھوب لہ کی طرف سے قبضہ ضروری ہوا، اس کے بغیر ہبہ تام نہ ہوگا، اس کو ایجاب و قبول سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اسی طرح واھب کا عاقل بالغ ہونا، شئی موھوب کا مالک ہونا اور شرعاً تصرفات کے بارے میں اس پر کسی قسم کی پابندی نہ ہونا ضروری ہے۔

جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہی بادشاہ ہے۔ خاکی دنیا کے علاوہ وہ سینکڑوں سلطنتیں عطا کر دیتا ہے

اسی طرح موھوب کا قیمت والا مال ہونا ضروری ہے، لہذا شراب، مردار، خنزیر، وغیرہ ہبہ کرنا جائز نہیں۔
اسی طرح شئی موھوب پر قبضہ کرنا ممکن ہونا ضروری ہے، لہذا جو دودھ ابھی تک تھن میں ہے یا جو اون جانور کی پشت پر ہے ان کا ہبہ کرنا جائز نہیں، ہاں البتہ ہبہ کے بعد دودھ نکال کر یا اون کاٹ کر کے دیدے تو صحیح ہو جائے گا۔

مرض الموت میں ہبہ کرنے کا حکم:

مرض الموت کی تعریف: کسی انسان کو ایسی بیماری لاحق ہو جائے کہ اس سے موت واقع ہونا یقینی ہو اور اس سے موت واقع ہو جائے تو اس کو مرض الموت کہا جاتا ہے۔
مرض الموت میں مریض اگر کوئی چیز ہبہ کرے، تو یہ ہبہ وصیت کے حکم میں ہوگا، اب اگر موھوب لہ ایسا قریبی رشتہ دار ہے کہ موت کے بعد وارث بنے گا، چوں کہ اس کے حق میں وصیت کرنا شرعا باطل ہے اس لئے یہ ہبہ باطل ہوگا، اور مال بدستور واھب کی ملک میں برقرار رہے گا۔
لقوله عليه السلام :"ان الله قد اعطى كل ذى حق حقه الالا وصيةلوارث.،،(ترمذی رقم ۲۱۲۰،باب ماجاء لاوصية لوارث)
اگر موھوب لہ اجنبی شخص یا رشتہ دار غیر وارث ہو تو یہ ہبہ ترکہ کے تہائی حصہ تک نافذ ہوگا اس سے زائد نہیں الا یہ کہ تمام ورثاء بالغ ہوں اور وہ زائد کی اجازت دیدیں۔
لقوله عليه السلام :"ان الله تصدق عليكم فى اخر اعماركم بثلث اموالكم ،تضعونها حيث شئتم.،،(ابن ماجه فى الوصايا واحمد فى المسند: ۶/ ۳۳۱)
جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے تم پر انعام فرمایا کہ تہائی مال کی حد تک تمہیں تصرف کرنے کی اجازت دیدی جہاں چاہو کار خیر میں خرچ کرو۔
اگر مرض الموت میں ہبہ کرنے کے بعد مریض پھر تندرست ہو گیا، تو اگر موھوب لہ نے مال ہبہ پر قبضہ کر لیا تھا تو ہبہ تام ہو گیا، اس ہبہ کا حکم مرض الموت کے ہبہ کا نہ ہوگا۔

ہبہ مشاع کا حکم:

جو چیز قابل تقسیم ہو (یعنی تقسیم کے بعد بھی ان سے اسی طرح فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے جس طرح سے تقسیم

مارمیت اذ رمیت،، خواندۂ   لیک جسمی در تحری مانده

سے پہلے) ان کو اگر غیر منقسم ہبہ کردیا جائے تو یہ ہبہ فاسد ہے، کیوں کہ اصل مذہب یہی ہے کہ ہبۃ المشاع مفسد ہے، البتہ ایک روایت یہ ہے کہ فساد ہبہ اس وقت ہے جب کہ اجنبی کو ہبہ کیا جائے، اور جو شریک جائیداد کا ہو اس کو غیر منقسم ہبہ کرنا بھی صحیح ہے، اور بعض فقہاء نے اس کو مختار بھی کہا ہے۔

قال فی الدر وفی الصیر فیہ عن العتابی، وقیل یجوز شریکہ، وھو المختار اھ۔ (۳/ ۷۸۰)

مگر یہ قول ظاہر مذہب کے خلاف ہے اس لئے بدون مجبوری اس پر عمل کرنا درست نہیں، اور غالباً آج کل تقسیم جائیداد میں جس قدر خرچ اور پریشانی ہوتی ہے، وہ مجبوری اور دشواری کی حد میں داخل ہے، اس لئے اس صورت میں اگر اس روایت پر عمل کر کے شریک کے لئے ہبہ بدون تقسیم کے صحیح کہا جائے تو گنجائش ہے اور قبضہ کے بعد اس کو مفید ملک کہا جائے گا، لیکن بہتر صورت یہی ہے کہ آئندہ کے لئے یا تو جائیداد تقسیم کرلی جائے یا اس کا بیع نامہ کرلیا جائے اور بیع زبانی بھی کافی ہے تحریر کی ضرورت نہیں۔ (امداد الاحکام: ۳/ ۳۸)

مطلب یہ ہے کہ شریک کو غیر منقسم چیز ہبہ کرنے کے لئے ایک حیلہ یہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ اس کو اپنا حصہ فروخت کردے پھر قیمت اسے ہدیہ کردے دوسری صورت یہ ہے کہ انتہائی کم قیمت پر فروخت کردے جس کی ادائیگی موہوب لہ پر دشوار نہ ہو۔

اپنی زندگی میں ورثہ میں مال تقسیم کرنے کا حکم:

اس سلسلہ میں ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے جس کے ضمن میں یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہوجائے گا۔

سوال: میں ایک بیمار عمر رسیدہ شخص ہوں میری کوئی اولاد نہیں، صرف بوڑھی بیوی ہے، جبکہ میرے دو بھتیجے ہیں، میں اپنی زندگی میں اپنا سرمایہ ان میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں، تو شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: اگر آپ اپنا سرمایہ اپنی زندگی میں ہی ان میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو شرعاً آپ کو اختیار ہے کہ جس وارث کو جتنا چاہیں دیدیں، لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ، آپ اپنے کل مال کا ۱/۴ حصہ اپنی بیوی کے نام کردیں، باقی مال کے دو برابر حصے کرکے ہر ایک بھتیجے کو ایک ایک حصہ دیدیں، اگر اس مال سے اپنے لئے بھی کچھ رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس بات کا خیال رہے کہ دونوں بھتیجوں کا حصہ ان کے قبضہ میں دینا ضروری ہے ورنہ ہبہ تام نہ ہوگا۔

تو نے نہیں پھینکا جب کہ پھینکا تو نے پڑھا ہے، لیکن تو ایک جسم ہے اٹکل میں پھنسا رہ گیا ہے

لما قال العلامة ابراهيم الحلبي :هي تمليك عين بلاعوض وتصح بايجاب وقبول وتتم بالقبض فان في المجلس بلا اذن صح ،وبعده لابدمن الاذن .(ملتقى الابحر على صدر مجمع الانهر: ۴۸۹/۳، كتاب الهبة)

حصول منافع کا ہبہ:

السوال: ایک شخص نے ٹیکسی خرید کر اس شرط پر بیٹے کو دی کہ اس سے کما کر بیوی، بچوں کا خرچہ برداشت کرو، گاڑی کی ملکیت میری ہوگی، اس معاہدہ پر گواہ بھی موجود ہے، اب اس شخص کا انتقال ہوگیا، بیٹے نے گاڑی پر قبضہ کرلیا اور ملکیت کا دعویدار ہے، اس کو ترکہ میں شامل کرنے کے لئے تیار نہیں، اب شرعاً اس کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ باپ نے اس بیٹے کو صرف منافع کا مالک بنایا ہے، تو منافع کے ہبہ سے اصل چیز کا ہبہ لازم نہیں آتا اس لئے گاڑی باپ کی ملکیت میں ہونے کی وجہ سے ترکہ میں شامل ہوگی، اور دیگر ورثاء کا بھی اس میں حق ہوگا، اس بیٹے کا اکیلے اس پر قبضہ کرنا ملکیت کا دعویٰ کرنا شرعاً درست نہ ہوگا۔

بیوی کا حق مہر ہبہ کرنے کا حکم:

نکاح ہونے کے بعد حق مہر کی مالک بیوی خود ہے، وہ اگر کل حق مہر یا اس کا بعض حصہ بلا کسی جبر واکراہ کے شوہر کو ہبہ کردے تو شوہر اس کا مالک ہوجائے گا، بعد میں اگر دونوں میں کسی وجہ سے نااتفاقی ہوجائے اس کی وجہ سے بیوی اپنے ہبہ سے رجوع کرنا چاہے اور مہر کا دوبارہ مطالبہ کرے تو شرعاً یہ درست نہیں۔

وكذا ماوهب احد الزوجين الاخر لان المقصود فيها الصلة كمافي القرابة .(هدايه : ۲۷۴/۳)

لیکن بعض علاقوں میں دستور ہے کہ شادی کے بعد زبردستی بیوی سے حق مہر معاف کرواتے ہیں اور اس کو بیوی کی طرف سے ہبہ سمجھتے ہیں، شرعاً یہ ہبہ معتبر نہیں، شوہر کے ذمہ بیوی کا حق مہر بدستور لازم ہے۔

قال العلامة محمد خالد اتاسي :يلزم في الهبة رضاء الواهب فلا نصح الهبة التي وقعت بالجبر والاكراه .(محلة الاحكام ماده: ۸۶۰، ۴۷۲،الباب الثاني شرائط الهبه)

ہر کجا آب رواں غنچہ بود	ہر کجا اشک رواں رحمت بود

ایک سنگین غلطی:

بعض لوگ اپنی زندگی میں مکان یا دیگر کوئی جائیداد ورثاء کو ہبہ کرنا چاہتے ہیں، اس بارے میں عموماً دو طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں۔

(۱) مشترک چیز ہبہ کردیتے ہیں، مثلاً مکان میں نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو دیدیا، جبکہ شرعاً مشترک چیز کا ہبہ جائز نہیں، جب تک تقسیم کرکے دونوں کو اپنے اپنے حصے کا مالک نہ بنادے، ہبہ تام نہ ہوگا، اسی حالت میں باپ کا انتقال ہوجائے تو یہ مکان ترکہ میں داخل ہوکر تمام ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

(۲) ہبہ میں موھوب لہ کا قبضہ ضروری ہے کہ بعض کہہ دیتے ہیں بلکہ اسٹامپ میں لکھ دیتے ہیں کہ میں نے یہ مکان/دکان فلاں بیٹے کو دیدیا، اس کے بعد تاحیات اسی مکان میں رہائش پذیر رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بیٹے کو دیدیا اور بیٹا مالک بن گیا، حالانکہ مکان باپ کے سامان کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے بیٹے کا قبضہ تام نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہبہ تام نہیں ہوتا، صحیح طریقہ اس کا یہ ہے کہ آپ اپنا سامان نکال کر مکان خالی کرکے بیٹے کے حوالے کریں یا یہ کہ بمع سامان کے مکان ہبہ کریں۔

مشترکہ طور پر ہبہ کرنے کا حکم:

سوال: چند شرکاء نے اپنی کوئی مشترک چیز کسی ایک شخص کو ہبہ کردی ایک عالم فرماتے ہیں کہ یہ ہبہ صحیح نہیں، رہنمائی فرمائیں؟ بینوا وتوجروا............

الجواب باسم ملہم الصواب

ہبۃ المشاع کی یہ صورت صحیح ہے، صحت ہبہ سے مانع وہ شیوع ہے جو موہوب لہ کے پاس ہو۔ ولا تصح الهبة لشريك لانه لم يوجد الافراز المشروط لتمام القبض. (احسن الفتاوی: ۲۵۵/۷)

قال العلامة طاهر بن عبدالرشيد البخاری رحمه الله: وفی الاصل ومن شرائطها ای الهبة الافراز حتی لا يجوز هبة المشاع فيما يحتمل القسمة كالبيت والدار والارض ونحوها وان كان لا يحتمل القسمة يجوز كالبئر والحمام والرحی. (خلاصة الفتاوی: ۳۹۰/۴) كتاب الهبة، الفصل الثالث فيما يكون خطاء وفيما لا يكون.

ناقابل تقسیم اشیاء کا ہبہ:

جو چیزیں ناقابل تقسیم ہوں ان کے ہبہ کا کیا طریقہ ہے، مثلاً ایک شخص نے اپنے جانور کو اس طرح ہبہ کیا کہ ایک حصہ اپنے لئے رکھا، اور تین حصے بیوی کو ہبہ کئے اور تین حصے بھائی کو، اب اس شخص کا یہ ہبہ صحیح ہوا یا نہیں؟

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو اشیاء قابل تقسیم ہوں ان کا ہبہ تو قبل التقسیم صحیح نہیں جیسا کہ اوپر کے مسائل میں تفصیل سے معلوم ہوا، البتہ جن اشیاء کی تقسیم ممکن نہ ہو مثلاً جانور ان کا ہبہ تقسیم سے پہلے صحیح ہے، لہٰذا اس شخص کا ہبہ کرنا صحیح ہوا۔

قال العلامة الخوارزمی رحمه الله:هبةالمشاع فیما لایقسم جائزةیعنی به مالا یحتمل القسمةای لا یبقی منتفعابعد القسمةاصلا کعبد واحد اودابةواحدة.(الکفایة فی فتح القدیر :۴۸۸/۷کتاب الهبة)

قال العلامة قاضی خانؒ:وفیما لایقسم کالعبد والدابة والثواب والحمام یجوز هبة المشاع من الشریک وغیره فی قولهم.(الفتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة :۲۶۷/۳کتاب، الهبة ،فصل فی هبة المشاع ومثله فی الهدایة :۲۸۵/۳کتاب الهبة)

قال العلامة ابن عابدین رحمه الله :وذکر قبله هبةالمشاع فیما یقسم لا تفیدالملک عندابی حنیفة وفی القهستانی لاتفید الملک وهو المختار کما فی المضمرات.(ردالمحتار :۶۹۲/۵،کتاب الهبة ومثله فی بدائع الصنائع :۱۲۳/۶کتاب الهبة)

اولاد کو ہبہ کرنے میں کم یا زیادہ دینا:

سوال:اولاد کو ہبہ دینے میں تفاضل کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب:(۱)اگر دوسروں کا اضرار مقصود ہو تو مکروہ تحریمی ہے، قضاء نافذ ہے دیانۃً واجب الرد ہے۔

(۲)اضرار مقصود نہ ہو اور کوئی وجہ ترجیح نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، ذکور واناث میں تسویہ مستحب ہے۔

(۳)دینداری ،خدمت گزاری، خدمات دینیہ کا شغل یا احتیاج وغیرہ وجوہ کی بناء پر تفاضل مستحب ہے۔

☆ اذاکان رب البیت بالدف مولعا..........فشیمةاهل البیت کلهم رقص ☆

(۴) بے دین اولاد کو بقدر قوت سے زائد نہیں دینا چاہئے ،ان کو محروم کرنااورزائد مال اموردینیہ میں صرف کرنا مستحب ہے۔

قال الامام الحصکفی رحمه الله تعالى :وفی الخانية لاباس بتفضيل بعض الاولادفی المحبة لانها عمل القلب وكذافی العطايا ان لم يقصد به الاضراروان قصده يسوی بينهم ويعطی البنت كالابن عندالثانی وعليه الفتوی ولووهب فی صحته كل المال للولدجازواثم.

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى:(قوله وعليه الفتوی)ای علی قول ابی يوسف رحمه الله تعالى من ان التنصيف بين الذكر والانثی افضل من التثليث الذی هوقول محمد رحمه الله تعالى رملی.(ردالمحتار:۵۷۳/۴)

وقال الامام طاهربن عبدالرشيد رحمه الله تعالى:وفی الفتاوی رجل له ابن وبنت ارادیهب لهما شيئا فالافضل ان يجعل للذكر مثل حظ الانثيين عند محمد رحمه الله تعالى وعند ابی يوسف رحمه الله تعالى بينهما سواء هوالمختارلورودالاثار.

ولووهب جميع ماله لابنه جازفی القضاء وهواثم نص عن محمد رحمه الله تعالى هكذافی العيون.

ولو اعطی بعض ولده شيئا دون البعض لزيادة رشده لاباس به وان كانا سواء لاينبغی ان يفضل.

ولو كان ولده فاسقافارادان يصرف ماله الی وجوه الخير ويحرمه عن الميراث هذا خير من تركه لان فيه اعانةعلی المعصية،ولو كان ولده فاسقا لايعطی له اكثر من قوته .(خلاصة الفتاوی :۴۰۰/۴)

وكذانقله عنه العلامةابن نجيم رحمه الله تعالى وقرره.ونقل ايضا عن المحيط :يكره تفضيل بعض الاولادعلی البعض فی الهبةحالة الصحة الالزيادةفضل له فی الدين وان وهب ماله كله لواحد جازقضاء وهواثم .(البحرالرائق :۲۸۸/۷)

وقال العلامة الطحطاوی رحمه الله تعالى:(قوله وكذا فی العطايا)ويكره ذلک عند

تساویهم فی الدرجة کما فی المنح والهندیة اما عند عدم التساوی کمااذاکان احدهم مشتغلابالعلم لا باس ان یفضله علی غیره کما فی الملتقط ای ولا یکره وفی المنح روی عن الامام انه لاباس به اذا کان التفضیل لزیادة فضل له فی الدین وفی خزانة المفتین ان کان فی ولده فاسق لاینبغی ان یعطیه اکثر من قوته کیلا یصیر معینا له فی المعصیة انتهی وفی الخلاصة ولو کان ولده فاسقا فارادان یصرف ماله الی وجوه الخیر ویحرمه عن المیراث هذا خیر من ترکه انتهی ای للولد وعلله فی البزازیة بالعلةالسابقة (قوله یسوی بینهم)قال فی البزازیة الافضل فی هبة البنت والابن التثلیث کالمیراث وعند الشافعی رحمه الله تعالی التنصیف وهوالمختارولووهب جمیع ماله من ابنه جاز قضاء وهو اثم نص علیه محمد رحمه الله تعالی اه فانت تری نص البزازیة خالیا عن قصد الاضراروقال فی الخانیةولووهب رجل شیئا لاولاده فی الصحة وارادتفضیل البعض علی البعض فی ذلک لارو ایة لهذا فی الاصل عن اصحابنا وروی عن الامام رحمه الله تعالی انه لاباس به اذا کان التفضیل لزیادة فضل له فی الدین وان کاناسواء یکره وروی المعلی عن ابی یوسف رحمه الله تعالی انه لاباس به اذا لم یقصد به الاضراروان قصد به الاضرارسوی بینهم یعطی الابنه مایعطی الابن وقال محمد رحمه الله تعالی یعطی للذکر ضعف مایعطی للانثی والفتوی علی قول ابی یوسف رحمه الله تعالی .(طحطاوی علی الدر:۳/۳۹۹،ماخوذ ازاحسن الفتاوی:۷/۲۵۶)

ہبہ سے رجوع کرنے کا حکم:

کسی کوکوئی چیز ہبہ کرنے کے بعدواپس لینے میں کئی قباحتیں ہیں،اس سے آپس میں بغض ونفرت پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ ایک مکروہ ناپسندیدہ فعل ہے،چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شناعت وقباحت کوان الفاظ میں بیان فرمایا کہ''مثل الذی یعطی العطیة ثم یرجع فیها کمثل الکلب یاکل فاذا شبع قاء ثم عادفی قیئه.،،(اخرجه اصحاب السنن ،وقال الترمذی ،حسن صحیح)

☆ اذامت عطشانافلانزل القطر..........دنیاپس مرگِ من،چہ دریاچہ سراب!

یعنی جو شخص کسی کو کوئی چیز عطیہ دینے کے بعد دوبارہ واپس لے لے وہ اس کتے کی طرح ہے جو پیٹ بھر کر کھائے پھر قئی کردے، اس کے بعد اپنی قئے کو دوبارہ چاٹ لے۔ اب اگر کوئی شخص ہبہ کر کے واپس لینا چاہے تو شرعا کیا حکم ہوگا اس بارے میں تفصیل ہے۔

۱۔ موھوب لہ کی رضاء سے بہرحال رجوع جائز ہے۔

۲۔ قضاء قاضی سے رجوع صحیح ہے۔

۳۔ ہبہ قبول کرنے کے بعد اسکا عوض دیدیا ہو تو بھی بذریعہ قضاء رجوع کرسکتا ہے۔

ہبہ کے بعد رجوع ممنوع ہونے کی صورتیں:

مندرجہ ذیل باتیں ہبہ کے بعد رجوع کرنے سے مانع ہیں:

(۱) قرابت داری۔ (۲) میاں بیوی کا رشتہ۔ (۳) ہبہ قبول کرنے کے بعد مالی معاوضہ لینا۔ (۴) موھوب بہ چیز کا موھوب لہ کی ملک سے نکل جانا۔ (۵) ہبہ دینے اور لینے والوں میں سے کسی ایک کا انتقال کر جانا۔ (۶) شئی موھوب کا ہلاک ہو جانا مثلا مکان تھا گر گیا۔ (۷) موھوب بہ چیز میں کوئی زیادتی کر لی گئی، مثلا کپڑا تھا اس کو رنگ لیا، گندم تھی اس کو پیس لیا۔

قال صاحب الاختيار :ويجوز لرجوع فيما وهبه للاجنبی ويكره،ای تحريما،فان عوضه ،اوزادت زيادة متصلة،اومات احدهما اوخرجت علی ملك الموهوب له،فلا رجوع والمعانی المانعة من الرجوع فی الهبة هی،المحرمية من القرابة ،والزوجية والمعاوضة وخروجها من ملك الموهوب له ،وموت الواهب اوالموهوب.(كتاب الاختيار للموصلی :۳/۵۱)

وقد نظم بعضهم هذه الموانع السبعة بقوله ،ومانع من الرجوع فی الهبة :ياصاحبی حروف ،دمع خذقة.(فقه المعاملات)

معتوہ (بے وقوف) کا ہبہ:

معتوہ شخص اگر کسی شخص کو کوئی چیز ھبہ کردے تو شرعا اس کا کیا حکم ہوگا، اس بارے میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معتوہ کا ہبہ صحیح نہیں، اس کے تصرفات میں یہ تفصیل ہے:

جن تصرفات میں اس کا نفع ہے وہ بلااذن ولی بھی معتبر ہیں، جیسے ہبہ قبول کرنا، جن میں اس کا نقصان ہے، وہ اذن ولی سے بھی معتبر نہیں، جیسے ہبہ دینا۔

جن میں نفع وضرر دونوں کا احتمال ہے، ان میں اذن ولی ضروری ہے، جیسے بیع وشراء۔ ولی سے مراد باپ یا اس کا وصی یا دادا ہے، چچا کا اذن کافی نہیں، باپ دادا نہ ہوں تو حاکم مسلم یا اس کا نائب ولی ہوگا، اگر حاکم مسلم نہ ہو یا اس طرف توجہ نہ دے تو مقامی لوگوں میں سے دیندار بااثر لوگ جسے متعین کردیں اس کا اذن ضروری ہے۔

قال الامام الحصکفی ورحمه الله تعالی :وتصرف الصبی والمعتوه الذی یعقل البیع والشراء ان کان نافعا محضا کالاسلام والاتهاب صح بلااذن وان ضارا کالطلاق والعتاق والصدقة والقرض لا وان اذن به ولیهما وماترددمن العقود بین نفع وضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن حتی لو بلغ فاجازه نفذ فان اذن لهما الولی فهما فی شراء وبیع کعبد ماذون فی کل احکامه .

وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی :(قوله وولیه ابوه)ای الصبی وفی الهندیة المعتوه الذی یعقل البیع یاذن الاب والوصی والجد دون الاخ والعم وحکمه حکم الصبی.(ردالمحتار:۱۲۱/۵)

نابالغ کو ہبہ کیا تو والد کا قبضہ کافی ہے:

اگر والد نے اپنی نابالغ اولاد کو ہبہ کیا تو نیت کرلینا کافی ہے، اسی طرح اگر کسی غیر نے ہبہ کیا تو والد کے قبضہ سے ہبہ تام ہوجائے گا۔

قال الامام الحصکفی رحمه الله تعالی :وهبة من له الولایةعلی الطفل فی الجملة وهو کل من یعوله فدخل الاخ والعم عند عدم الاب لوفی عیالهم تتم بالعقد .

وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله :(قوله بالعقد)ای الایجاب فقط کما یشیر الیه الشارح کذافی الهامش وهذا اذا اعمله اواشهد وللتحرزعن الجحود بعد موته والاعلام لازم.(ردالمحتار:۴/۲)

نابالغ پر زکواۃ اور قربانی واجب نہیں:

قال فی التنویر: وشرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام وحرية .(ردالمحتار: ۲/ ۱۷۵)

وفی الشرح: صحه فی الکافی (الی قوله)وهو المعتمد.(ردالمحتار: ۲/۳۲۳)

ہبہ میں شرط لگانے کا حکم:

اگر کوئی شخص مشروط طور پر ہبہ کرے تو ہبہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر کوئی مناسب شرط عائد کرے تو ہبہ اور شرط دونوں صحیح ہیں اور اگر کوئی غیر مناسب شرط عائد کرے تو ہبہ صحیح ہوگا اور شرط باطل ہوگی۔

قال فی التنویر: ومالایبطل بالشرط الفاسدالقرض والهبة والصدقة الخ.

وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی: کوهبتک هذه المائة اوتصدقت علیک بها علی ان تخدمنی سنة نهر فتصح ویبطل الشرط لانه فاسد وفی جامع الفصولین ویصح تعلیق الهبة بشرط ملائم کوهبتک علی ان تعوضنی کذا ولو تخالفاتصح الهبة لاالشرط.(ردالمحتار: ۴/۲۵۲)

عمری کے طریقہ پر ہبہ کرنے کا حکم:

ہبہ کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ ’’اعمرتک هذه الدار ،، وغیرہ الفاظ استعمال کرکے ہبہ کرے، جس کا معنی ہے کہ یہ گھر میں نے عمر بھر کے لئے تمہیں دیدیا، اب شرعاً اس کا کیا حکم ہوگا؟ اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) دینے والا تصریح کرے کہ ’’اذامت فهی راجعة الی او الی ورثته ،، اس صورت میں بالاتفاق اس کا حکم عاریت کا ہے۔

(۲) ہبہ کے وقت تصریح کردے کہ ’’اذامت فهی لورثتک بالعصبک ،، اس صورت میں بھی اتفاق ہے کہ یہ ہبہ کے حکم میں ہے۔

(۳) ہبہ کے وقت صرف ’’اعمرتک،، کہے یہ تصریح نہ کرے کہ ”معمرله ،، کے مرنے کے بعد کیا صورت ہوگی، اس صورت میں اختلاف ہے، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں اس

کو عاریت سمجھا جائے گا، امام شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم بھی یہی ہے، امام ابوحنیفہؒ وامام احمدؒ فرماتے ہیں اس کو ہبہ قرار دیا جائے گا اور یہی امام شافعیؒ کا قول جدید ہے۔

لقوله عليه السلام:"العمرى جائزة،، .(بخارى: ۲/ ۹۲)

وفي ملتقى الابحر قال: والعمرى جائزةللمعمرحال حياته ولورثته بعده،وهي ان يجعل داره له مدةعمره فاذامات ردت عليه فالهبةصحيحة،وشرط الرجوع الى الواهب شرط باطل ،لقوله صلى الله عليه وسلم:العمرى لمن وهبت له.(ملتقى الابحر: ۲/ ۱۵۵)

حکم الرقبی:

الرقبى هى ان يقول شخص لاخر،جعلت دارى لك رقبى ،ان مت قبلى فهى لى ،وان مت قبلك فهى لك ،وكان كل واحد منهما،يرتقب وينتظر موت الاخرولذاسميت "رقبى،،.

یعنی رقبی کے معنی یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مکان تمہارے لئے رقبی کے طور پر ویدیا، اگر تم مجھ سے پہلے مرگئے تو یہ مکان واپس میرا ہو جائے گا، اور اگر میرا تجھ سے پہلے انتقال ہو جائے تو یہ مکان ہمیشہ سے آپ کا ہوگا، اب اس کے بعد گویا کہ ہر شخص دوسرے کی موت کا منتظر ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ امام شافعی، امام احمد اور امام یوسف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو عمری کا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ اگر عمری میں مطلق چھوڑ دے تو وہ ہبہ سمجھا جاتا ہے، اور رقبی میں یہ تفصیل ہے کہ، اگر وہ شخص پہلے مرجائے تو گھر رقبی دینے کے پاس واپس لوٹ آتا ہے، اور اگر رقبی دینے والے کا انتقال پہلے ہو جائے تو وہ مکان ہمیشہ کے لئے مرقب لہ کا ہو جاتا ہے، ان کا استدلال رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"الرقبى جائزه لاهلها. ،، اور رقبی کا مفہوم اس زمانہ میں یہی تھا، یہ رقب سے مشتق ہے اور ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر ہوتا تھا۔

لیکن امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں اس معنی کے لحاظ سے رقبی باطل ہے کیوں کہ

یہ شرط فاسد ہے اور فساد کی وجہ جہالت ہے، باقی حدیث میں جس رقبی کو جائز قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ''ملکتک رقبة هذه الدار، ،لہذا وہ ہبہ کے حکم میں ہے، لہذا اب جو کوئی شخص رقبہ کرے گا وہ اسی معنی پر محمول ہوگا اور ہبہ سمجھا جائے گا۔

ہبہ اور ہدیہ کو واپس کرنے کا حکم:

ہبہ اور ہدیہ کو رد کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ حرام مال سے ہدیہ کر رہا ہے، تو اس کو قبول کرنا جائز نہیں بلکہ واپس کرنا لازم ہے، اور اگر حلال مال سے ہدیہ کر رہا ہے، لیکن رشوت کے طور پر ہو تب بھی قبول کرنا جائز نہیں، اس کے علاوہ ہو تو قبول کر لینا چاہئے، اور بدلہ میں ہدیہ کرنے والے کو بھی کوئی چیز ہبہ کرنی چاہئے۔

كما روت عائشة رضى الله عنها حيث قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية ،ويثيب عليها،،.(اخرجه البخارى :۲/ ۹۰،باب المكافاة فى الهدية)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ بھی دیتے تھے۔

اگر ہدیہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو ''جزاک اللہ خیرا،، کہہ دے یہ اس کے حق میں دعا اور اس کے لئے بہترین ہدیہ ہے۔

فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :''من اسدى اليكم معروفا فكافئوه فان لم تجد واما تكافئو نه به ،فادعوا له،،.(الترغيب والترهيب للمنذرى)

وقوله عليه السلام:''من صنع اليه معروفافقال لفاعله،جزاک الله خيرا،فقد ابلغ فى النشاء،،.(ترمذى بسند جيد)

تین چیزوں کا ہدیہ رد نہ کرنا:

تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی چیز کسی کو ہدیہ کی جائے تو رد نہیں کرنا چاہئے۔

(۱) دودھ (۲) خوشبو (۳) تکیہ

لقوله عليه السلام :''من عرض عليه ريحان فلا يرده لانه خفيف المحمل ،طيب الريح،،.(مسلم :رقم۲۲۵۳)

☆ اعلمه الرماية كل يوم .... فلمااشتد ساعده رمانى ☆

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو ریحان ہدیہ میں ملے تو چاہئے کہ اس کو رد نہ کرے کیوں کہ اس کو اٹھانا آسان ہے اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔

وقوله عليه السلام:"ثلاثة لاترد،الوسائد ،والدهن،يعنى الطيب ،واللبن،،.(اخرجه الترمذى وقال حديث غريب)

وقال انس:"كان النبى صلى الله عليه وسلم لايردالطيب.،،(اخرجه البخارى ۹۰/۲:)

☆☆☆☆☆

القسم العربى

مجلة الفقة الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامى المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشى باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاهتاز

......☆......

مساعد رئيس التحرير

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

الدكتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

نظرية الذمة ٧٠